حافظ نوید ارشد*

مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ

چند حقائق ...... چند وضاحتیں

ماہنامہ فروری کے شمارے میں مولانا شاہ سعید احمد رائیپوریؒ کے حوالے سے دو مضامین نظر نواز ہوئے۔ اول الذکر مضمون کے لکھاری مولانا ڈاکٹر عبدالحکیم اکبری صاحب ہیں جو کہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے فاضل اور گومل یونیورسٹی کے خطیب ہیں۔ موصوف نے اپنے مقالے میں جناب ڈاکٹر محمود الحسن عارف صاحب کے مضمون پر شدید تنقید کی ہے۔ اور جادۂ اختلاف میں رہ کر مبرہن و مدلل انداز میں اپنا موقف پیش کیا ہے لیکن مولانا اکبری صاحب کے جملہ مقالہ سے اتفاق کرنا ممکن نہیں ۔اس حوالے سے راقم نے دو تین اہم ترین بزرگوں سے مشاورت کی۔ وہ تمام بزرگ اس تنازعے میں بذات خود شریک تھے۔ انہوں نے جمعیت علماء اسلام سے وابستگی کے باوجود اپنے نتائج فکر مثبت انداز میں پیش کرتے ہوئے اکبری صاحب کے موقف پر بہت سے اہم سوالات اٹھائے۔

☆...... جناب اکبری صاحب نے مفتی محمودؒ اور مولانا رائیپوری کے درمیان تعلق کو گول مول پیش کیا ہے حالانکہ مفتی محمودؒ بہت سے امور میں مولانا رائیپوری کے ساتھ مشاورت کرتے تھے۔ اس کے گواہ بہت سے معاصر بزرگ بھی ہیں۔

☆...... اسی طرح مولانا اکبری صاحب نے جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی مجلس عمومی کے اجلاس کا تذکرہ کیا ہے جو کہ ۱۹۶۹ء میں سرگودھا میں ہوا۔ جس میں مفتی محمودؒ مولانا ہزارویؒ مولانا درخواستیؒ مولانا اطہر علیؒ وغیرہ جیسے اساطین علم موجود تھے لیکن مولانا اکبری صاحب نے یہاں یہ ذکر نہیں کیا کہ یہ اجلاس سرگودھا میں کیوں رکھا گیا؟ یہ تو مولانا رائیپوری کی شخصیت کا وزن تھا کہ اہم ترین دستوری اجلاس ان کے ہاں منعقد ہو رہا تھا جو کہ ان کی جمعیت کے اہم ترین عہدہ دار ہونے کا بین ثبوت ہے۔

☆...... یہ وہ دور تھا جب پاکستان کی سیاست نظریاتی بنیادوں پر استوار تھی' چنانچہ اسی دستور ساز اجلاس میں سامراج اور استعمار دشمنی کے خلاف مولانا عبیداللہ انور صاحب' مولانا غلام غوث ہزاروی' ڈاکٹر احمد حسین کمال اور

* شیرانوالہ باغ لاہور

مولانا رائپوری اوراس کے ہمنواؤں کا موقف تمام اکابر نے ٹھوس دلائل کیساتھ تسلیم کیا۔ اور مولانا رائپوری کے موقف پر فیصلہ فرما کر آگے سن ۷۰ء کے انتخابات میں بائیں بازوں والی جماعتوں کیساتھ الائنس بنایا اور استعماری قوتوں کے خلاف الیکشن میں ''پاکستان لیبر پارٹی'' سے ایڈجسٹمنٹ کرلیا۔

☆...... اسی اجلاس میں جمعیۃ کا آرگن ''ترجمان اسلام'' اور جمعیۃ طلباء اسلام کی باقاعدہ سرپرستی مولانا رائپوری کے حوالے کی گئی۔ ثبوت کے طور پر ''ترجمان اسلام'' کی قدیم فائلیں اس پر شاہد ہیں

اب سوال یہ ہے کہ اگر مولانا رائپوریؒ ایسے بلند پایہ شخصیت تھے تو وہ اتنے شدید اختلاف کا ہدف کیوں بنے؟ اس حوالے سے عرض ہے کہ مولانا رائپوری نے جمعیۃ میں بہت سے نظریاتی کارکن تیار کئے اور جماعت کے اکثریتی حصے کی نظریاتی بنیادوں پر تربیت کی۔ اب جماعت دو حصوں میں بٹ گئی۔

ایک طرف تربیت یافتہ نظریاتی کارکن دوسری طرف غیر نظریاتی اور روایتی خطباء کا ٹولہ یہی سے جماعت کے اندر نظریاتی اور غیر نظریاتی کشمکش شروع ہوگئی۔

یہ کوئی نئی بات نہیں مولانا رائپوری مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے انقلابی مشن کے علمبردار تھے اور مولانا سندھیؒ شیخ الہندؒ کے فکری جانشن تھے۔ مولانا سندھیؒ نے جب شیخ الہندؒ کے سیاسی فکر ونظریئے کے مطابق جدوجہد کا آغاز کیا تو خود دارالعلوم دیوبند سے بھی نکال دیئے گئے۔ یہاں تک کہ کفر کا فتوی بھی لگ گیا لیکن اس میں ملوث بعض بزرگوں نے اصلی صورتحال بھانپ لینے کے بعد مولانا سندھیؒ سے معافی مانگی۔ غالباً یہی مسئلہ مولانا رائپوری کے ساتھ بھی ہوا۔

مولانا اکبری صاحب نے جمعیت میں تمام مسائل اور اختلافات کا جڑ مولانا رائپوری کو قرار دیا ہے۔ حالانکہ مولانا رائپوری کے الگ ہونے کے بعد یہ سلسلہ ختم ہونا چاہیے تھا۔ مگر اس کے بعد بھی JTI مسلسل طور پر JUI سے بغاوت کرتی آرہی ہے اور نور احمد میمن صاحب، ڈاکٹر نذیر پھنوار اسلم وسیر اور زبیر انجم جیسے نظریاتی ساتھیوں کی پے در پے علیحدگی کے وجوہ کیا ہیں؟ اگر مولانا رائپوری کی بات پر توجہ دی جاتی تو آج جمعیت کا یہ حال نہ ہوتا۔

مولانا اکبری صاحب نے ذکر کیا ہے کہ مولانا رائپوری خود ناظم عمومی اور مفتی محمود صاحبؒ کو امیر بنانا چاہتے ہیں۔ یہ بات مبنی برحقیقت لیکن کلمۃ حق وارید بھا الباطل کا مصداق ہے، مولانا رائپوریؒ کا موقف تھا کہ سیاسی جماعت کا امیر سیاسی مزاج کا ہونا چاہیے۔ جبکہ حضرت درخواستیؒ بزرگ ہیں لہٰذا ان کو سرپرست رکھا جائے اور مفتی محمودؒ کو امیر بنانا چاہیے۔ اگر ہم یہ مان لیں کہ یہ موقف درست نہیں تھا تو پھر ہمیں مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی امارت سے بھی برات کرنی ہوگی کیونکہ اکبری صاحب کے بقول مولانا درخواستیؒ، مولانا عبیداللہ انورؒ مقابلے

مولانا فضل الرحمٰن کی امارت بھی ایک سازش معلوم ہوتی۔ کیونکہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب سیاسی مزاج کے حامل تھے لیکن اس وقت تمام بزرگوں کو بائی پاس کر گئے اور جمعیت نے اس فیصلے کا خیر مقدم کیا ان دو متضاد باتوں میں سے ایک کا تصفیہ اکبری صاحب خود کرلیں کہ یا مولانا رائپوری کا موقف غلط تھا یا مولانا فضل الرحمٰن کی امارت۔

جہاد افغانستان کے حوالے بھی مولانا اکبری صاحب نے مولانا رائپوری کو ہدف تنقید بنایا ہے یقیناً مولانا رائپوری کے اس موقف سے ہمیں بھی قدرے اختلاف ہے مگر جہاد افغانستان پر اگر مولانا رائپوری اتنے قابل ملال کیوں؟ حالانکہ جمعیت کے اہم ترین رکن مولانا محمود خان شیرانی صاحب روز اول سے اس جہاد کو فساد سے تعبیر کرتے آرہے ہیں۔ادھر مولانا رائپوری اس موقف پر سزاوار ٹھہرے۔ جبکہ مولانا شیرانی صاحب پر انعامات اور وزارتوں کی بارش......؟ یہ دوہرا معیار کیوں......؟ بقول اکبری صاحب...... بین تفاوت رہ از کجا است تا بہ کی

مولانا اکبری صاحب انتہائی سنجیدہ صاحب علم وقلم ہیں لیکن مولانا سعید احمد صاحب کے متعلق ''لفظ شاہ'' پر تنقید کرنا انتہائی سطحی بات ہے یہ شاہ تو مولانا عبدالقادر رائپوری۔ مولانا عبدالرحیم رائپوری اور مولانا عبدالعزیز رائپوری تمام اکابر کے ناموں کے ساتھ آرہا ہے یقیناً اکبری صاحب سے شخصیت سے اس طرح کمزور بات لکھنے کی امید بالکل نہ تھی: JTI اور JUI میں اختلاف کے بعد JUI کا تین رکنی کمیشن بنایا گیا جس میں حامد میاں' مولانا محمد شریف بھٹو اور مولانا شمس الدین درویش شامل تھے'اس کمیشن کی رپورٹ آج تک منظر عام پر کیوں نہیں آئی؟

یہ تو اول الذکر مضمون پر تبصرہ تھا' دوسرا مضمون بھی انتہائی اہمیت کا حامل تھا خصوصاً مولانا رائپوری مکتوب بنام مولانا سمیع الحق صاحب جس میں انہوں نے اپنے عقائد کی خوب خوب وضاحت کی ہے' فاضل مضمون نگار نے مولانا زاہد الراشدی صاحب کے ایک دو اقتباسات نقل کئے تھے جس میں انہوں نے تمام مسائل کا تصفیہ اور پس منظر بیان کیا ہے اور یقیناً سیاسی اختلاف کو گول مول مذہبی اختلاف بنا کر فتویٰ بازی کا بازار گرم اب ہمارا شیوہ رہا ہے۔

آخری گزارش: اور آج بھی علامہ زاہد الراشدی صاحب حیات ہیں' ان سے پوچھا جائے کہ اصل حقائق کیا تھے اور کون حق بجانب تھا چونکہ مولانا راشدی صاحب اس تمام تنازعے میں پس پردہ شریک تھے لہٰذا ان سے توقع ہے کہ وہ در پردہ حقائق کو منظر عام پر لاکر تمام مسائل کا تصفیہ کریں گے۔

مولانا زاہد الراشدی صاحب کو موقف اس میں مبنی بر اعتدال ہے۔

لیکن افسوس! کہ ہم سیاسی' جماعتیں اور مسلکی تعصبات کے زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں' اپنے سوا حق کہیں اور نظر ہی نہیں آتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

❀ ❀ ❀ ❀